نظمِ قرآن حکیم

محمد عبداللہ صالح، لیکچرر گورنمنٹ کالج بھکر

قرآن حکیم کا ربط و تعلق اور نظم و ترتیب ایک دقیق اعجاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ بقول مولانا مالک کاندھلوی "نظم کلام کسی کلام کا جزو لاینفک ہوتا ہے۔ اس کے بغیر کسی عمدہ کلام کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ قرآن مجید کے طرز بیان کی خصوصیات میں سے ایک عظیم خصوصیت "نظم و ربط" ہے۔

مناسبت، لغت میں باہمی مشاکلت اور مقاربت کو کہا جاتا ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ متعدد آیات کو ایک ہی معنی اور ایک ہی غرض کے ساتھ اس طرح مربوط کر دیا جائے کہ وہ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی معلوم ہونے لگیں اور اس غرض و مضمون کے واسطے ان میں سے ایک ایک جملہ ایک دیوار کی اینٹوں کی طرح ایک دوسرے سے مربوط ہے اور استحکام و تکمیل کا باعث ہے۔ {۱}

قرآن مجید میں خواہ متعدد مضامین، ابواب اور مختلف موضوعات ذکر کئے جا رہے ہوں لیکن اس کے باوجود ہر آیت دوسری آیت کے ساتھ اس طرح مربوط ہے کہ گویا ایک ہی لڑی میں نہایت ہی لطیف ترتیب اور تناسب کے ساتھ یہ تمام موتی پروئے ہوئے ہیں۔ دنیا حیران اور عاجز ہے کہ کس خوبی اور لطیف پیرائے کے ساتھ ایک مضمون دوسرے مضمون کی طرف منتقل ہو رہا ہے اور پھر مزید خوبی یہ کہ ان مضامین متعدّدہ و مختلفہ کے لئے نہ ابواب باندھے جا رہے ہیں اور نہ ہی فصول قائم کی جا رہی ہیں۔ باوجودیکہ تیئس برس کی مدت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مختلف احوال و اوقات میں یہ قرآن نازل ہوا لیکن نظم و ربط از اول تا آخر برابر قائم ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ربط و تناسب کسی مقام پر لطیف ہو اور سطحی نظر رکھنے والوں کو اس کا احساس یا اس کی خوبی کا علم نہ ہو۔ {۲}

نظمِ قرآن حکیم کے بارے میں مفسرین کی دو آراء

نزول قرآن کے ساتھ ہی اس میں غور و فکر اور تدبر کا بھی آغاز ہوا اور جوں جوں اس میں علماء و مفسرین نے غور و فکر کر کے علوم و معارف کے گوہر تلاش کئے توں توں اس کا اعجاز گہرا ہوتا چلا گیا اور اعجاز القرآن کے نئے نئے پہلو سامنے آتے گئے' جو ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔ چنانچہ شیخ عبدالقاہر جرجانی جو علم بلاغت کے بانی اور امام ہیں' انہوں نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کی خاص خوبی اس کے الفاظ کے نظم اور ترتیب میں ہے۔ {۳}

اس طرح علماء مفسرین کے ایک گروہ نے تو قرآن مجید میں گہرا نظم و ربط تلاش کیا جبکہ دوسرے گروہ نے اس کے برعکس قرآن کے فطری اور انوکھے انداز کو اس کا اعجاز قرار دیا۔ اگر ہم سرسری نظر سے قرآن مجید کا مطالعہ کریں تو بظاہر محسوس ہوگا کہ اس کی ہر آیت جدا مضمون کی حامل ہے اور ان کے درمیان کوئی ربط نہیں۔ اسی وجہ سے نظم قرآن مجید کے بارے میں مفسرین کے دو گروہ ہو گئے' بعض حضرات کا خیال ہے کہ قرآن کریم چونکہ تیئیس سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا اس لئے اس میں کوئی ربط و نظم تلاش کرنے کی ضرورت نہیں' اس کی ہر آیت ایک مستقل مضمون کی حامل ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی کتاب کا بے ربط ہونا اس کے نقص کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام لازمی طور پر نقص سے بری ہے۔ مگر پہلا گروہ کہتا ہے کہ جس طرح قدرتی مناظر میں کوئی ربط و ترتیب نہیں ہوتی بلکہ ان کا حسن اسی بے ترتیبی میں ہے کہ کہیں بل کھاتا ہوا دریا ہے' کہیں ناہموار پہاڑ ہیں' کہیں اونچی نیچی وادیاں ہیں' اسی طرح قرآن مجید کا حسن اس کی مستقل حیثیت میں ہے۔ غزل کے ہر شعر کا موضوع جدا ہوتا ہے اور اس کو کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا۔ اس طرح قرآن مجید میں بے ترتیبی بھی کوئی عیب نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات میں نہایت لطیف ربط پایا جاتا ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ اگر کوئی ترتیب ملحوظ نہ ہو تو ترتیب نزول اور ترتیب کتابت میں فرق رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ جس طرح ایک ترتیب سے قرآن حکیم نازل ہوا تھا اسی ترتیب سے لکھ لیا جاتا۔ یہ جو کتابت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک الگ

ترتیب قائم فرمائی وہ اس بات کی بڑی واضح دلیل ہے کہ قرآنی آیات میں ربط و نظم موجود ہے۔ البتہ یہ ربط قدرے دقیق ہوتا ہے اور اس تک پہنچنے کے لئے بڑے غور و فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔{۴}

نظمِ قرآن پر علماءِ مفسرین کی تحقیقات

مندرجہ بالا نظریئے کا حامل علماء کا ایسا گروہ بھی ہمارے ہاں رہا ہے جو قرآن مجید میں نظم کا بڑی شدت سے قائل رہا ہے اور اس گروہ کے بعض اکابرین نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ علامہ جلال الدین السیوطی نے "الاتقان" میں لکھا ہے :

"علامہ ابو جعفر بن زبیر' شیخ ابو حیان نے نظم قرآن کریم پر ایک خاص کتاب لکھی اور اس کا نام "البرھان فی مناسبۃ ترتیب القرآن" رکھا۔ اور ہمارے زمانے کے علماء میں شیخ برہان الدین البقاعی نے بھی اس موضوع پر ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام "نظم الدرفی مناسبۃ الآی والسور" ہے اور جو کتاب "اسرار التنزیل" کے نام سے تصنیف کی ہے وہ بھی سورتوں اور آیتوں کی باہمی مناسبتوں کی جامع ہے۔ اس کے ساتھ وجوہ اعجاز اور بلاغت کے اسالیب کا بیان بھی شامل ہے۔ اس کتاب کے خلاصے سے سورتوں سے مناسبات کو ایک جدا رسالہ میں جمع کر دیا اور اس کا نام "مناسبۃ الدر فی تناسب السور" رکھا"۔{۵}

نظم قرآن مجید کے سلسلے میں جن علماء کرام نے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں ان میں قاضی ابو السعودؒ بھی شامل ہیں۔ انہوں نے نظم قرآن کی خصوصیات کو بیان کرنے کا خاص اہتمام فرمایا۔ بعد کے بیشتر مفسرین نظم قرآن کی تشریح کے سلسلہ میں امام رازی ابو السعود کے ہی خوشہ چین ہیں۔{۶}

علمائے مفسرین کے نزدیک نظم و مناسبت کا علم نہایت اہمیت کا حامل اور باعث شرف ہے۔ اس کی باریکی کی وجہ سے اس پر کم توجہ دی گئی ہے۔ ہاں جن علماء نے بکثرت مناسبت کو بیان کیا ہے ان میں ایک فخر الدین رازیؒ ہیں۔ یہ تنہا شخص ہیں جنہوں نے اس صنعت کی طرف سب سے زیادہ توجہ کی ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ

"قرآنی حکمت کا بڑا حصہ ترتیب آیت و نظم کے اندر چھپا ہوا ہے"۔ {۷}

امام رازیؒ کی تفسیر کبیر میں آیت "وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا" (حٰم السجدہ : ۴۴) کے تحت نظم قرآن مجید کے بارے میں ان کا درج ذیل بیان ملتا ہے :

"اس آیت کے شان نزول کے بارے میں روایت ہے کہ کفار نے از راہ شرارت کہا کہ قرآن مجید کو کسی عجمی زبان میں کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ میرے نزدیک اس طرح کی باتوں سے سخت اعتراض لازم آتا ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ قرآن مجید میں ایسی آیتیں ہیں کہ جن میں باہم دگر کوئی تعلق نہیں۔ یہ چیز قرآن مجید پر ایک بہت بڑے اعتراض کا دروازہ کھولتی ہے۔ اس اعتراض کے ہوتے ہوئے قرآن مجید کو ایک معجزہ تو ثابت کرنا الگ رہا ہم اس کے ایک منظم کتاب ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتے۔ میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ سورۃ شروع سے لے کر آخر تک مسلسل کلام ہے۔ (اس کے بعد سورۃ پر اجمالاً گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں) ہر شخص جس میں انصاف ہو گا وہ دیکھ سکتا ہے کہ اگر آیت کی یہ تفسیر کی جائے جو ہم نے کی ہے تو یہ سورۃ شروع سے لے کر آخر تک ایسے منظم کلام میں ڈھل جاتی ہے جس میں ایک خاص موضوع پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اور یہ تفسیر یقیناً اس تفسیر سے بڑھ کر ہو گی' جو لوگ بیان کرتے ہیں"۔ {۸}

نظم و ربط میں خدمات کے ضمن میں ابن العربیؒ اپنی کتاب "سراج المریدین" میں بیان کرتے ہیں کہ :

قرآن مجید کی آیتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ربط دینا کہ وہ سب مل کر ایک باہم مناسبت رکھنے والے الفاظ اور مسلسل معانی کا ایک مجموعہ' مرتب کلام اور ایک کلمہ معلوم ہونے لگے' نہایت ہی شریف اور عظیم علم ہے اور بجز ایک عالم کے کسی نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اس نے بھی سورۃ البقرہ میں اس کو عملی جامہ پہنایا تھا اور پھر اللہ پاک نے یہ دروازہ ہم پر کھول دیا۔ مگر ہمیں جب اس کا کوئی طالب نظر نہ آیا اور خلق کو سست و کاہل دیکھا تو اس مباحث کو ہم نے نہیں پھیلایا۔ اور یہ رمز اپنے اور خداوند کریم کے درمیان محدود رکھ کر اس کا تکملہ اس کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ {۹}

علامہ سیوطیؒ اس موضوع پر علماء کرام کی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

کسی اور عالم کا بیان ہے کہ پہلے پہلے شیخ ابو بکر نیشاپوری نے علم مناسبت کو ظاہر کیا تھا۔ وہ نہایت ہی ذی علم شخص اور شریعت اور ادب کا بہت بڑا ماہر تھا۔ وہ آیت الکرسی (البقرہ : ۲۲۵) کے بارے میں جب ان کے سامنے پڑھی جاتی تو یہ کہا کرتے تھے کہ : یہ آیت اس آیت کے پہلو میں کیوں رکھی گئی ہے اور اس سورۃ کو فلاں سورۃ کے برابر اور پہلو بہ پہلو لانے میں کیا حکمت ہے؟ شیخ موصوف علماء بغداد پر طعن کیا کرتا تھا، کیونکہ ان لوگوں کو مناسبت کا کوئی علم نہ تھا۔ {۱۰}

شیخ عزیز الدین بن عبد السلام کا قول ہے کہ مناسبت ایک عمدہ علم ہے۔ مگر ارتباطِ کلام کے حسن میں یہ بات شرط ہے کہ وہ کسی ایسے کلام کے پیچھے واقع ہو جو کہ متحد ہو اور اس کا اول اس کے آخر کے ساتھ ربط رکھتا ہو۔ لہٰذا اگر کلام کا وقوع مختلف اسباب پر ہو گا تو اس میں ارتباط نہ ہو گا اور جو شخص ایسے کلام کو ربط دے گا وہ خواہ مخواہ ایک ان ہونی بات کرنے کی تکلیف کرے گا۔ اور رکیک طریقہ کی پیروی کرے گا۔ جس سے معمولی سی خوبی کو محفوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ چہ جائیکہ بہترین کلام کی حفاظت اور قرآن کریم کا نزول جو کہ بیس سال سے بھی زیادہ عرصہ میں ہوا اور مختلف اسباب کی بنا پر مختلف اوقات میں مختلف احکام کے لئے نازل ہوا تھا اور اس طرح کا کلام مربوط نہیں کیا جا سکتا اور شیخ ولی الدین کا قول ہے کہ جس شخص نے کہا کہ آیات کریمہ کے لئے مناسبت کا تلاش کرنا درست نہیں وہ شخص وہم میں مبتلا نظر آتا ہے۔ کیونکہ اس نے اس عدم ضرورت اور نادرستی کی وجہ سے آیات قرآنی کا متفرق واقعات کی نسبت نازل ہونا قرار دیا۔ اور اس میں قول فیصل یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیتوں کا نزول بہ حسب واقعات ہوا۔ اور حکمت کے لحاظ سے باہم ترتیب دی گئی اور وصل دی گئی ہیں چنانچہ موجودہ مصحف بالکل اسی قرآن کے مطابق ہے جو لوح محفوظ میں درج ہے۔ اور اس کی تمام سورتیں اور آیتیں توقیف کے ساتھ ترتیب دی گئی ہیں اور قرآن بالکل ویسا ہی مرتب ہوا ہے جیسا کہ بیت العزت سے نازل ہوا تھا۔ اور قرآن مجید کا کھلا ہوا معجزہ اس کا اسلوب بیان اور روشن نظم و ترتیب ہے۔ {۱۱}

تلاشِ نظم کا اصول

ہر ایک آیت میں جس امر کا تلاش کرنا مناسب ہے وہ بات یہ ہے کہ سب سے پہلے اس آیت کا اپنے ماقبل کی تکمیل کرنے والی ہونا یا اس کا مستقل ہونا معلوم کیا جائے اور پھر یہ بات معلوم کرنے کی فکر کی جائے کہ آیت مستقلہ اس کی ماقبل کے ساتھ کس طرح کا اتصال رکھتی ہے اور ان کو کیونکر لایا گیا ہے۔ یہ ضابطہ علمائے مفسرین نے تلاش نظم کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ {۱۲}

نظمِ قرآن کے دقیق ہونے میں حکمت

نظم قرآن کو اتنا دقیق اور خفیہ کیوں رکھا گیا ہے کہ جو عام آدمی کے فہم سے بالاتر ہے۔ اس ضمن میں علمائے مفسرین وضاحت کرتے ہیں کہ نظم قرآن مجید کو بظاہر اتنا دقیق اور غامض رکھنے کی حکمت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ (واللہ اعلم) ہر آیت کی ایک مستقل حیثیت باقی رہے اور اس کے الفاظ کا عموم ختم نہ ہونا پائے تاکہ "العبرۃ بعموم اللفظ" پر عمل کرنا آسان ہو۔ اس کے علاوہ اس زمانے میں اہل عرب کے خطبات و قصائد کا اسلوب عموماً یہی ہوتا تھا کہ ان کے مضامین مرتب اور مربوط ہونے کی بجائے مستقل حیثیت رکھتے تھے۔ لہٰذا یہ طریقہ اس دور کے ادبی ذوق کے بھی عین مطابق تھا۔ چنانچہ اگر سرسری نظر سے دیکھا جائے تو قرآن کریم کی ہر آیت مستقل نظر آئے گی۔ لیکن جب آپ ذرا غور کی نظر سے دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ پورا کلام مسلسل اور مربوط ہے۔ اس طرح قرآن کریم نے اپنے نظم میں جو اسلوب اختیار فرمایا ہے وہ اس کا دقیق ترین اعجاز ہے اور اس کی تقلید بشری طاقت سے باہر ہے۔ {۱۳}

قرآن حکیم کی سورتوں کا نظم و ربط

مندرجہ بالا سطور میں قرآن حکیم میں مجموعی طور پر نظم و ضبط کے سلسلہ میں دلائل دیئے گئے۔ آئندہ سطور میں یہ ثابت کیا جائے گا کہ قرآن حکیم کی ہر سورۃ کا ایک مخصوص نظام ہے اور سورتوں کے مطالب میں بظاہر جو بے نظمی سی نظر آتی ہے یہ محض قلتِ تدبر کا

نتیجہ ہے۔ یہ بات ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ قرآن حکیم کی سورتیں بڑی بھی ہیں اور چھوٹی بھی۔ لیکن ان سورتوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہر سورت میں ایک ربط و نظم نظر آتا ہے جس سے موضوع کی فصاحت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں مولانا حمید الدین فراہیؒ نے سورتوں کے نظم پر بڑی معنی خیز بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

"ہر سورت میں اگر کوئی مقصد متعین نہ ہوتا جس کے پورے ہونے سے سورت پوری ہوتی تو یہ الگ الگ حد بندیوں کی کیا ضرورت تھی' سارے قرآن مجید کو ایک ہی سورت بنا دیا جاتا۔ نیز سورتوں کے لئے جب کوئی خاص مقدار نہیں ٹھہرائی گئی' بڑی چھوٹی ہر طرح کی سورتیں ہوئیں تو اگر ہر سورۃ کے اندر کوئی نظمی وحدت مد نظر نہیں ہے تو آیتوں کو ایک لڑی میں پرونے کی کیا ضرورت تھی' اجزاء یونہی بکھیر دیئے جاتے۔ اگر سطر سطر کے برابر اجزا ہوتے تب بھی کوئی مضائقہ نہ تھا"۔ {۱۴}

قرآن حکیم کو سورتوں میں تقسیم کرنے کی حکمت

ہم دیکھتے ہیں کہ آیات کا ایک مجموعہ ایک سورۃ کے اندر رکھا گیا ہے اور سورۃ کے نام سے موسوم ہوا۔ گویا ایک شہر بسا کر اس کے ارد گرد شہر پناہ کھینچ دی گئی ہے۔ اب غور کرنے کی بات ہے ایک شہر پناہ کے اندر کئی شہر کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی واضح ہے کہ معانی کا تشابہ بھی ان کو ایک شہر پناہ کے اندر نہیں جمع کرتا۔ معوذتین باہم دگر جس قدر مشابہت رکھتی ہیں معلوم ہے۔ تاہم ان دونوں کو ایک سورۃ قرار نہیں دیا جا سکتا' بلکہ دو مستقل سورتیں قرار پائیں۔ اسی طرح سورۂ تکویر' الانشقاق' المرسلات' النازعات' الذاریات سب ہم معنی سورتیں ہیں لیکن نظم اور اسلوب کلام ان میں مختلف ہے۔ {۱۵}

نظم و ربط صرف قرآن حکیم کی بڑی سورتوں میں ہی نہیں' بلکہ قرآن مجید کی کئی چھوٹی سورتوں پر تدبر کرنے سے معلوم ہو گا کہ ربط و نظم باندھنے کے لحاظ سے وہ بھی بڑی سورتوں کی ہمسر ہیں۔ چھوٹی سورتوں کے اندر بھی ربط و پیوستگی کی وہ تمام نزاکتیں موجود ہیں جو بڑی سورتوں کے اندر موجود ہیں۔ اس وجہ سے یہ خیال کرنا کہ چھوٹی سورتوں مثلاً الماعون' الکوثر' العصر وغیرہ میں بد نظمی ہے سخت غلطی ہے۔ ان سورتوں کا باریک نج اگر ہماری سمجھ

میں آ جائے تو بڑی سورتوں کا نہج سمجھنے میں ہمیں اس سے بڑی مدد ملے گی۔ اسی طرح بڑی سورتوں کے اندر بھی آیتوں کے ایسے مجموعے موجود ہیں جن کا ربط اور نظم بالکل واضح ہے' صرف ایک غبی آدمی ہی اس کے سمجھنے سے قاصر رہ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ بقرہ کی بیس ابتدائی آیتیں اپنے نظم کے اعتبار سے بالکل واضح ہیں۔ پس جو شخص ان میں تفکر کرتا ہے اس میں آہستہ آہستہ ان سے زیادہ دقیق نظام سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ {۱۶}

قرآن مجید نے اپنے مانند ایک سورۃ کے بقدر کلام پیش کرنے کا جو مطالبہ کیا ہے' اس میں پیش نظر ایک سورۃ بحیثیت مجموعی ہے۔ بلاشبہ کسی سورۃ کی مثال پیش کرنا تمام جن و انس (بشر) کی طاقت سے باہر ہے اگرچہ سورۃ الکوثر کی مختصر سی ہی سورۃ کیوں نہ ہو۔ اس سے گمان غالب یہ ہوتا ہے کہ سورۃ سے اللہ تعالیٰ کی مراد ایک منظم کلام ہے' اس میں چھوٹی اور بڑی کا امتیاز نہیں ہے۔ جس طرح درخت' نباتات' حیوانات کے الفاظ ہیں جو اپنے ماتحت کے تمام چھوٹے بڑے اجزاء پر مشتمل ہیں اسی طرح سورۃ کا لفظ چھوٹی اور بڑی تمام سورتوں پر مشتمل ہے۔ {۱۷}

سور القرآن میں ربط کی نوعیت

ابوبکر نیشا پوری کے بقول قرآن مجید کی آیات کے درمیان ربط و تعلق کے علاوہ سورتوں کے درمیان بھی ربط کی ضرورت ہے۔ جہاں تک سورتوں کی باہمی مناسبت کا ذکر ہے تو اس میں تکلف سے کام لینا پڑتا ہے۔ مزید برآں یہ امر اس پر مبنی ہے کہ سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے۔ اس ضمن میں ہمارا زاویہ نگاہ یہی ہے مگر سورتوں کے توقیفی ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ دو سورتوں کے درمیان کلی طور پر نہایت قریبی روابط ہوں۔ اس ضمن میں ضابطہ یہ ہے کہ آیتوں یا سورتوں کے درمیان ربط و تعلق کبھی پوشیدہ ہوتا ہے اور کبھی ظاہر۔ البتہ آیات میں باہمی ربط کے پوشیدہ ہونے کے مواقع بہت کم ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف سورتوں کے مضامین کے درمیان ربط کا ظہور کم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بات ایک آیت میں مکمل نہیں ہوتی تو دوسری آیت لائی جاتی ہے لیکن سورۃ میں ایک

موضوع کو مکمل کیا جا سکتا ہے۔ البتہ علماء کرام نے مختلف سور القرآن کے فواتح و خواتم میں
ربط و تعلق پایا جانا ثابت کیا ہے۔{۱۸}

سور القرآن کے نظم و ضبط کے ضمن میں مولانا اصلاحی کا نقطہ نظر

قرآن حکیم کی سورتوں کے نظم و ضبط پر جن مفسرین نے قلم اٹھایا ہے ان میں مولانا
امین احسن اصلاحی' صاحبِ تدبر قرآن بھی ہیں۔ مذکورہ تفسیر کی اہم خوبی نظم قرآن ہے۔
مولانا کے بقول "قرآن مجید میں بحیثیت مجموعی ایک مخصوص نظام ہے' جس کے دو پہلو
ہیں۔ ایک ظاہری جو ہر شخص کو نظر آتا ہے اور دوسرا مخفی جو غور و فکر کرنے کے بعد سامنے
آتا ہے۔ اگر سورتوں کی ترتیب پر ایک نظر ڈالیں تو بقول مولانا امین احسن اصلاحی قرآن
مجید میں مکی اور مدنی سورتوں کے ملے جلے سات گروپ بن گئے ہیں۔

پہلا گروپ	ـــــــ	فاتحہ سے مائدہ تک
دوسرا گروپ	ـــــــ	انعام سے توبہ تک
تیسرا گروپ	ـــــــ	یونس سے نور تک
چوتھا گروپ	ـــــــ	فرقان سے احزاب تک
پانچواں گروپ	ـــــــ	سبا سے حجرات تک
چھٹا گروپ	ـــــــ	ق سے تحریم تک
ساتواں گروپ	ـــــــ	مُلک سے الناس تک{۱۹}

مولانا مزید وضاحت کرتے ہیں کہ اگر مذکورہ ساتوں گروپوں پر بار بار غور و تدبر کیا
جائے تو اس ترتیب کی بہت سی حکمتیں واضح ہوتی ہیں۔ مثلاً

۱۔ ہر گروپ کا ایک جامع عمود ہے اور اس گروپ کی تمام سورتیں اس جامع عمود کے
کسی خاص پہلو کی حامل ہیں۔

۲۔ ہر گروپ میں جو مدنی سورتیں شامل ہیں وہ اپنے گروپ کے مجموعی مزاج سے بالکل ہم
آہنگ اور ہم رنگ ہیں۔

۳۔ ہر سورۃ زوج زوج ہے۔ یعنی ہر سورۃ اپنا ایک جوڑا اور مثنیٰ بھی رکھتی ہے۔ اور

دونوں میں اس طرح مناسبت ہے کہ جس طرح زوجین میں ہوتی ہے۔

۴۔ صرف سورۃ فاتحہ اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سورۃ درحقیقت پورے قرآن مجید کے لئے بمنزلہ دیباچہ ہے۔

۵۔ بعض سورتیں ایسی ہیں جن کی حیثیت ضمنی سورۃ کی ہے یعنی وہ کسی سورۃ کے مستقل شئی کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ ماسبق کی وضاحت کرتی ہیں۔

۶۔ یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ اس ترتیب میں قانون و شریعت کے تمام گروپ کو تمام دوسرے گروپوں پر مقدم کردیا گیا ہے اور منذرات کے گروپوں کو آخر میں کردیا گیا ہے۔ اس طرح پہلے گروپ اور آخری میں وہی نسبت ہے جو نسبت ایک عبارت اور اس کی بنیاد میں ہوتی ہے۔" {۲۰}

ربط و نظم سور القرآن کی چند مثالیں

ذیل میں چند مثالوں کے ذریعے نظم و ربط سور القرآن کی توضیح کی جاتی ہے۔

فواتح و خواتم سور القرآن کا ربط :

۱۔ قائلین ربط کا خیال ہے کہ سورۂ فاتحہ کا خاتمہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. ...الخ﴾ پر ہوتا ہے۔ اور سورۂ بقرہ کا آغاز ﴿الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ....﴾ سے ہوتا ہے۔ ان دونوں سورتوں کے درمیان ربط کی صورت یہ ہے کہ جب بندوں نے صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی چاہی تو انہیں کہا گیا کہ سیدھی راہ میری کتاب ہے جو راہ دکھلاتی ہے پرہیزگاروں کو۔ {۲۱}

۲۔ دوسری مثال : سورۂ آل عمران کا خاتمہ اس آیت ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (آل عمران : ۲۰۰) پر ہوتا ہے اور سورۃ النساء کا آغاز اس آیت ﴿يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِي ---الخ﴾ (النساء : ۱) سے ہوتا ہے۔ دونوں میں مشترک امر تقویٰ ہے۔ {۲۲}

۳۔ زمخشری کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سورۃ (المومنون) کا افتتاح ﴿قَدْ اَفْلَحَ

الْمُؤْمِنُونَ ﴾ سے کیا ہے اور اس کا خاتمہ ﴿إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴾ پر کیا گیا ہے' لہذا یہ دیکھنا ہے کہ مبدأ و منتہا میں کیسا زمین و آسمان کا فرق ہے اور ربط ظاہر ہے۔ {۲۳}

۴ ۔ کرمانی نے اپنی کتاب عجائب میں اس طرح ذکر کیا ہے اور اس نے سورۃ صٓ کے بارے میں کہا ہے کہ اللہ نے ذکر کے الفاظ سے آغاز فرما کر اس پر ختم فرمادیا ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِينَ ﴾

۵ ۔ مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے سورۃ القلم کو ﴿ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ﴾ سے شروع کیا اور اپنے قول ﴿إِنَّهُ لَمَجْنُونَ ﴾ پر ختم کیا۔ {۲۴}

فواتح سور القرآن کا باہمی ربط :

فواتح و خواتم میں ربط کے علاوہ ایک سورۃ کے فاتح کو دوسری سورۃ کے فاتح سے بھی گہرا ربط ہے۔ مثلاً سورۃ الاسراء کا آغاز "سُبْحَانَ" سے کیا گیا ہے' اسی طرح سورۃ الکھف کو "اَلْحَمْدُ" سے شروع کیا گیا ہے۔ ان دونوں کے درمیان یہی مناسبت ہے کیونکہ تسبیح ہمیشہ تحمید پر مقدم ہوتی ہے۔ {۲۵}

مضامین کے لحاظ سے باہمی ربط و نظم :

بعض سورتوں میں باہمی ربط و مناسبت مضامین کے اعتبار سے ہوتی ہے' مثلاً الکوثر' سورۃ الماعون کی حریف مقابل ہے۔ یہی وجہ ہے اسے سورۃ الماعون کے بعد لایا گیا ہے۔ سورۃ الماعون میں منافقین کے چار اخلاق قبیحہ بیان کئے گئے ہیں : بخل' ریاکاری' ترک الصلوۃ' ترک الزکوٰۃ۔ سورۃ الکوثر میں بخل کے مقابل الکوثر (خیرِ کثیر) ارشاد ہوا' پھر فرمایا کہ خدا کے لئے نماز پڑھئے (فَصَلِّ) یہ ترکِ نماز کے مقابلے کے لئے تھا۔ ریاکاری کے مقابلہ میں "وَانْحَرْ" فرمایا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قربانیوں کا گوشت صدقہ کیجئے۔ {۲۶}

مندرجہ بالا سطور سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن حکیم میں مجموعی طور پر ایک ربط و نظم موجود ہے اور یہ ربط سورتوں کے درمیان بھی ہے اور آیات میں بھی --- یہ الگ بات ہے کہ بعض مقامات پر یہ ربط بالکل واضح اور بعض مقامات پر پوشیدہ ہے۔ لیکن ذرا غور و فکر

سے اسے تلاش کر لینے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ ربطِ سور سے نظم القرآن کا را
ہموار ہوتا ہے اور سورتوں میں موضوعات کا تنوع اس میں رکاوٹ نہیں بن سکتا' بلکہ ا
کے حسنِ اعجاز کو چار چاند لگا دیتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ کاندھلوی' محمد مالک' منازل العرفان فی علوم القرآن' ناشران قرآن لاہور' (س-ن) ص ۳۳۷-۳۳۸
۲۔ ایضاً' ص ۳۳۶
۳۔ بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' دانش گاہ پنجاب' لاہور' xvi' ص ۴۷۷
۴۔ تقی عثمانی' مولانا' علوم القرآن' مکتبہ دارالعلوم کراچی' ۱۹۶۳ء ص ۲۶۵' ۲۶۶
۵۔ سیوطی' جلال الدین' الاتقان فی علوم القرآن' مطبع حجازی قاھرہ' (س-ن) ج ۲' ص ۱۰۸
۶۔ تقی عثمانی' مولانا' حوالہ مذکور' ص ۲۶۷
۷۔ سیوطی' جلال الدین' حوالہ مذکور' ص ۱۰۸
۸۔ رازی' فخر الدین' مفاتیح الغیب' مطبعہ البہیہ' قاہرہ ۱۳۳۴ھ' xxvii' ص ۱۳۲
۹۔ سیوطی' جلال الدین' حوالہ مذکور' ج ۲' ص ۱۰۸
۱۰۔ سیوطی' جلال الدین' حوالہ مذکور' ج ۲' ص ۱۰۸
۱۱۔ ایضاً' ج ۲' ص ۱۰۸
۱۲۔ ایضاً' ج ۲' ص ۱۰۸
۱۳۔ تقی عثمانی' مولانا' حوالہ مذکور' ص ۲۶۶
۱۴۔ فراہی' حمید الدین' مولانا' مجموعہ تفاسیر فراہی' لاہور (س-ن)' ص ۸۲' ۸۳
۱۵۔ ایضاً' ص ۸۳
۱۶۔ ایضاً' ص ۸۴
۱۷۔ ایضاً' ص ۸۴
۱۸۔ مجی صالح' ڈاکٹر' علوم القرآن' (مترجم غلام احمد حریری) بیروت ۱۹۷۹' ص ۲۱۴
۱۹۔ اصلاحی' امین احسن' تدبر قرآن' مقدمہ
۲۰۔ ایضاً' مقدمہ
۲۱۔ تھانوی' اشرف علی' سبق الغایات فی نسق الآیات' ص ۲
۲۲۔ تھانوی' اشرف علی' حوالہ مذکور' ص ۳۰
۲۳۔ سیوطی' جلال الدین' حوالہ مذکور' ج ۲' ص ۱۱۱
۲۴۔ ایضاً' ص ۳۹
۲۵۔ زرکشی' بدر الدین' محمد بن عبد اللہ' البرھان فی علوم القرآن' ج ۱' ص ۳۹
۲۶۔ ایضاً' ص ۳۹